سوال

طلاق کے بعد اگر بیوی کسی دوسرے ملک یا شہر جا کر رہائش پذیر ہونا چاہے تو خاوند کے لیے اپنے بچے سے ملنا مشکل ہو گا اس لیے کہ وہاں جانے کے لیے اسے ملازمت سے چھٹی ہو گی اور ہوائی جہاز کے ذریعہ سفر کرنا پڑے گا تو کیا خاوند کو حق ہے کہ وہ اپنے بچے کی پرورش کر سکے ؟ اور کیا غیر اسلامی ممالک میں بچے کی کفالت کے لیے غیر اسلامی عدالتوں سے فیصلہ کروایا جا سکتا ہے اس لیے کہ خاوند اور بیوی دونوں یہ کہتے ہیں کہ پرورش کا حق اس کا ہے ؟ اور کیا جب عورت شادی کر لے تو کیا اس سے پرورش کا حق خود بخود ہی ختم ہو جائے گا ؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں :

پرورش کے متعلق گزارش ہے کہ جب خاوند اور بیوی کا ملک علیحدہ علیحدہ ہو اور بچہ بھی پرورش کی عمر (یعنی سات برس کی عمر سے چھوٹا) میں ہو تو صحیح اور اصل یہی ہے کہ پرورش کا حق ماں کو ہے ۔

اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مندرجہ ذیل فرمان ہے :

(جب تک نکاح نہ کر لے تو اس کی زیادہ حقدار ہے) سنن ابو داود حدیث نمبر (1938) ۔

یہ تو اصل کے اعتبار سے ہوا، لیکن یہاں ایک اور اصل اور قاعدہ ہے کہ پرورش بچے کی مصلحت پر مبنی ہے :

تو اگر ماں یا پھر باپ کے ساتھ سفر میں بچے کو ضرر اور تکلیف ہو تو بچے کی پرورش کا مسئلہ والد کے حق میں ہو گا کہ بچے کو سفر کی وجہ سے تکلیف نہ ہو، اور اگر ماں کے ساتھ ایک ملک سے دوسرے ملک سفر میں بچے کو کوئی ضرر اور تکلیف نہیں ہوتی تو اصلا پرورش کا حق ماں کو ہی حاصل رہے گا ۔

اور غیر اسلامی ممالک میں پرورش وغیرہ کے مسائل میں غیر اسلامی عدالتوں کا رخ کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ طاغوت سے فیصلہ کروانا ہے جو کہ جائز نہیں اور اللہ تعالی کا فرمان تو کچھ اس طرح ہے :

اور جو بھی اللہ تعالی کے نازل کردہ (دین) کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا وہ کافر ہیں المائدۃ (44) ۔

اور اللہ تعالی نے دوسرے مقام پر کچھ اس طرح فرمایا :

آپ ان کے درمیان اللہ تعالی کے نازل کردہ (دین) حق کے مطابق فیصلہ کریں اور ان کی خواہشات کے پیچھے نہ چلیں ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے شریعت اور طریقہ بنایا ہے المائدۃ (48) ۔

لھذا خاوند اور بیوی پر ضروری ہے کہ وہ مراکز اسلامیہ میں جائیں اور اہل علم سے پوچھیں اور ان سے فیصلہ کروائیں ۔

اور جب عورت شادی کر لے تو اس سے پرورش کا حق ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے اور حدیث بھی گزر چکی ہے ، آپ مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (9463)

دیکھیں۔

واللہ اعلم۔

الشیخ ڈاکٹر خالد بن علی المشیقح

21612